طلبہ سے چند گزارشات

حضرت مولانا محمد ارشاد صاحب
شیخ الحدیث دارالعلوم کبیر والا

جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں، اس کو دین کی سمجھ نصیب فرماتے ہیں، جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "من یرد اللہ بہ خیر ایفقھہ فی الدین"

دارالعلوم دیوبند کے بانی مولانا رفیع الدین نور اللہ مرقدہ مولانا تو نہیں تھے، اُمی قسم کے آدمی تھے، لیکن بطور ادب اور ان کی دینی خدمات کی وجہ سے مولانا کہا جاتا ہے اور بڑے اللہ والے تھے، ایک مرتبہ خواب میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی کہ آپ دودھ کے کنویں پر تشریف فرما ہیں اور تمام اطراف سے مختلف قوموں اور مختلف زبانوں والے لوگ مختلف برتن اٹھائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دودھ بھر بھر کر دے رہے ہیں اور وہ برتنوں کے مطابق دودھ لے کر اپنے اپنے علاقوں میں جا رہے ہیں اور اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں تو جب نیند سے بیدار ہوئے تو خود ہی تعبیر ان کے دل پر وارد ہوئی کہ اس جگہ کو اللہ تعالیٰ ایسا علمی سرچشمہ بنائیں گے کہ تمام اطراف عالم کے لوگ اس سے سیراب ہوں گے، حتیٰ کہ فرماتے ہیں کہ جب میں کسی طالب علم کو دیکھتا ہوں تو پہچان لیتا ہوں کہ یہ بھی دودھ لینے آیا تھا، پہلے دور میں کھانے پینے کی اتنی سہولت نہ تھی یہ تو دس بیس سال سے کچھ سبزی و گوشت کا سلسلہ چلا ہے تو حضرت رفیع الدین صاحب ایک مرتبہ دفتر میں بیٹھے تھے کہ ایک طالب علم آیا اور دروازے میں کھڑے ہو کر اس نے سالن گرا دیا اور کہنے لگا، حضرت کیا اس سالن سے وضو کرنا جائز ہے یا نہیں؟ مقصد یہ تھا یہ کھانے کے قابل نہیں۔ حضرت نے فوراً منتظمین کو کہا کہ اس کی تحقیق کرو، یہ کون ہے؟ یہ طالب علم نہیں ہے، تحقیق سے معلوم ہوا کہ وہ طالب علم نہیں تھا، صرف کھانے کے لئے مطبخ میں نام لکھوا رکھا تھا، حضرت سے پوچھا گیا، آپ کو کیسے پتہ چلا کہ یہ طالب علم نہیں، تو کہتے ہیں کہ دودھ لینے والوں میں اس کو میں نے نہیں دیکھا تھا تو میں نے انداز لگا لیا، یہ طالب علم نہیں۔

تو طلباء کا مدارس میں جمع ہونا، اللہ ہی کی طرف سے ہے، اگر طلباء صحیح طریقہ کے ساتھ اساتذہ کرام و کتب کا ادب کرتے ہوئے اور دوسرے آداب کی رعایت رکھتے ہوئے رہیں گے تو اللہ تعالیٰ ہمیں ظاہری اور باطنی علم نصیب فرمائیں

گے، ہر کام کرنے کا ایک طریقہ ہوتا ہے اس طریقہ سے اگر کام کیا جائے تو مقصود حاصل ہوتا ہے ورنہ ناکامی ہوتی ہے۔

تحصیل علم کا بھی ایک طریقہ ہے جس میں اول بات یہ ہے کہ وہ اپنی نیت درست کرے، صرف اللہ کی رضا کے لئے علم دین حاصل کرے، اگر علم کو دنیا طلب کرنے کیلئے حاصل کیا تو یہ بہت نقصان وخسارہ کی بات ہے، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص علم دین دنیا طلب کرنے کے لئے حاصل کرے تو جنت تو دور کی بات ہے، اس کی خوشبو بھی نہیں ملے گی۔

ہمارے استاذ مولانا مفتی عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس موقع پر اکثر یہ واقعہ سنایا کرتے تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حلقہ درس میں ایک لڑکا بیٹھتا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی باتیں سن سن کر من وعن لوگوں تک پہنچاتا، حضرت موسیٰ علیہ السلام اس سے بہت راضی تھے، کیونکہ بڑا محنتی اور تابعدار شاگرد تھا، اچانک وہ لڑکا غائب ہوگیا جس کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بڑا غم ہوا کہ کچھ عرصہ کے بعد ایک آدمی آیا، اس کے ساتھ ایک خنزیر تھا تو اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ فلاں آدمی کو پہچانتے ہیں تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، ہاں وہ میرا شاگرد تھا، وعظ ونصیحت کرتا تھا اور میری احادیث لوگوں تک پہنچاتا تھا تو اس آدمی نے کہا، یہ خنزیر وہی آدمی ہے جو آپ کے حلقہ درس میں بیٹھ کر دین کی باتیں سنتا اور لوگوں تک پہنچاتا تھا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ اس کو انسانی شکل عطا فرمادیں تاکہ اس سے پوچھ سکوں کہ یہ عذاب کس غلطی کی وجہ سے مسلط ہوا تو حق تعالیٰ شانہ نے فرمایا، اب یہ اسی حالت میں مرے گا، البتہ میں بتلادیتا ہوں کہ میرا قہر وغضب اس پر کس سبب سے نازل ہوا، یہ دنیا بٹورنے کیلئے دین کو ستعمال کیا کرتا تھا۔ تو ہم پڑھنے پڑھانے والے اپنی نیتوں کو درست کرلیں، صرف اس جذبہ سے پڑھیں اور پڑھائیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے راضی ہوجائے اور پورا دین اطراف عالم میں عام ہوجائے۔

اور دوسری چیز محنت ہے کہ ہم خوب محنت کے ساتھ علم دین کو حاصل کریں، مطالعہ، تکرار، اسباق میں حاضری لازمی بنائیں، حضرت تھانوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں جو طالب علم سبق سے پہلے مطالعہ کرے اور توجہ سے استاد کا سبق سنے اور پھر کم از کم ایک مرتبہ اس سبق کو زبان سے دہرالے، میں ضمانت دیتا ہوں وہ محقق عالم بنے گا۔ حضرت اقدس استاذی حضرت مولانا علی محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی کے حوالے سے بیان کرتے تھے کہ ایک لڑکا سڑک پر سرکاری لائٹ کے نیچے کتاب کا مطالعہ کررہا تھا کہ ایک فوجی دستہ وہاں سے گزرا لیکن اس لڑکے کو پتہ نہ چلا، اچانک ایک عورت یا مرد آیا اور پوچھا کہ یہاں سے کوئی فوجی دستہ گزرا ہے تو اس لڑکے نے کہا، مجھے تو پتہ نہیں کہ فوجی دستہ گزرا ہے یا نہیں، یہ تھا مطالعہ کا شوق اور کتاب بینی کہ فوجی دستہ گزر گیا، جس کے گزرنے سے ایک زلزلہ برپا ہوجاتا ہے، لیکن ان کو پتہ بھی نہ چلا، یہی مطالعہ ہی تھا کہ یہ لڑکا بڑا ہوکر امام محمد بنا، ان کی کتاب جامع کبیر کو ایک انگریز نے دیکھ کر کہا ''یہ تو تمہارے چھوٹے محمد کا حال ہے، تمہارا بڑا محمد کیسا ہوگا'' اور بہت سی باتیں ہیں، لیکن طوالت کے خوف سے انہی پر اکتفا کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔ .... آمین